نفرت آمیز تقریر کے نقصانات

آکسفورڈ یونورسٹی کے سماجی اور سیاسی تھیوری کے پروفیسر جیریمی والڈرن نفرت آمیز گفتگو اور تقریر کے خلاف قانون ہونے کی ضرورت کے بارے میں بات کرتے ہیں.

FAGS DOOM NATIONS
GOD IS YOUR ENEMY

اصول ٤ ایک ایسی چیز ہے جس کی ہم سب تعریف کر سکتے ہیں. لیکن جیسے کہ ٹموتھی گارٹن ایش کے تبصرے میں اظہار کیا گیا ہے اس اصول سے کئی سارے اور سوالات کھڑے ہوتے ہیں جن کا اصول کی تخلیق میں اظہار نہیں ہو سکا تھا. کیا ’کھل کر بولنے‘ کا مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی قانونی حد کے اور یہاں تک کے اخلاقی دائروں سے بھی باہر نکل کر بولا جائۓ؟ اس لئے یہ بحث نفریت آمیز تقریر و گفتگو کا معاملہ سامنے لاتی ہے اور یہ مشکل سوال کہ کیا اس کے لئے کبھی بھی قانون بنانے کی ضرورت ہوتی ہے.

ٹموتھی کے تبصرے میں سب سے نمایاں بات یہ ہے کہ اس میں نفرت آمیز گفگو و تقریر کے متاثرین پر اس کے منفی اثرات پر بلکل بھی روشنی نہیں ڈالی گئی ہے. رنگ، نسل، مذہب، جنسی رجحانات یا لسانی بنیاد پر کسی کو بھی اٹیک کرنا والا کوئی بھی پوسٹر یا پمفلیٹ سے کچھ ایسا پیغام دیا جاتا ہے:

’اپنی نادانی میں یہ مت سمجھیے کہ آپ کو ہم ادھر خوش آمدید کہتے ہیں. البتہ آپ کے اس پاس کا سماج آپ کو بغیر کسی بغض کے اور گرم جوش لگے لیکن سچ یہ ہے کہ ہم آپ کو ادھر نہیں چاہتے، اور ہمیں جب بھی موقع ملے گا ہم آپ اور آپ کے خاندان کو ترک کریں گے، مارے پیٹیں گے، اور یہاں سے بھگا دیں گے. ہمیں ہو سکتا کہ ابھی اپنے آپ کو چھپانا پڑے. لیکن آپ زیادہ پرسکون نا ہو. یہ یاد رکھے کہ آپ اور آپ جیسوں کے ساتھ ماضی میں کیا کیا ہوتا رہا ہے. اور خوفزدہ رہیے.‘

یہ پیغم شدت کے ساتھ عام طور پر دیا جاتا ہے. اور جتنا ان کے لئے ممکن ہو، یہ نفرت کے تاجران اس کو ہمارے سماج کا ایک عیاں اور مستقل حصّہ بنانا چاہتے ہیں. اور کمزور گروہوں کے ممبران (جن کی طرف توپوں کا رخ ہوتا ہے) سے یہ توقع کی جاتی ہے کے وہ اس قسم کے زہریلے ماحول اور نفرت آمیز گفتگو میں اپنی زندگی جیئیں، اپنے بچوں کو بڑا کریں اور اپنے کاروبار چلائیں.

صرف یہ ہی نہیں، اس قسم کی باتوں کا مقصد ان کمزور گروہوں کے ممبران کو بدنام کرنا ہوتا ہے – دوسروں کی آنکھوں میں ان کی عزت کم کرنے کے لئے حق اقدام اٹھایا جاۓ اور ان کا عام سماج میں جینے کا عمل مشکل سے مشکل تر بنایا جاۓ.

جو مجھے لگتا ہے، ٹموتھی کہتے ہیں کہ ریاستی اداروں کو اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہئے، اور نا ہی ان لوگوں کو زندگی کا کوئی خیال ہونا چاہئے جو کے اس نفرت آمیز گفتگو سے متاثر ہوتے ہیں. یہ ان کی بات میں اس چیز سے عیاں ہے کہ وہ نفرت آمیز گفتگو اور تقریر کے اثرات پر بلکل روشنی نہیں ڈالتے اور اس طرف اشارہ کرنے سے کہ جو بھی نفرت آمیز گفتگو کے منفی اثرات کے بارے میں بات کرتا ہے وہ (صرف اس بنا پر) آزادی اظہار رائۓ کا دشمن ہے.

یہ بحث ضرور کی جا سکتی ہے کے ان معاملات پر قانون سازی کے منفی اثرات ہونگے. اور ہمیں اس بارے میں بات ضرور کرنی چاہئے. (اصل میں میں ٹموتھی کے تبصرے میں دیے گئے ’فسان ڈھلان‘ کی دلیل کو نہیں مانتا جو انہوں نے اصول ٤ میں دی ہے، لیکن میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کے یہ بہت سنجیدہ سوال ہیں جو کہ ہماری توجہ کے طلبگار ہیں). لیکن آزادی اظہار رائۓ/نفریت آمیز تقریر کے بارے میں کوئی بھی بحث اس وقت تک نہیں سمجھی جا سکتی جب تک کہ اس میں ان لوگوں کے دلائل کے بارے میں نہیں سنا جاۓ جو نفرت آمیز گفتگو سے ہونے والے نقصانات کی وجہ سے اس کی ریگولیشن چاہتے ہیں.

اس لئے میں ہماری اصول ٤ پر بحث میں اس نقصان کے بارے میں خیال اور احساس ڈالنا چاہوں گا – اور میرا مطلب اس پر صحیح معنیٰ میں غور و فکر ہے نا کہ ایک دو لائنیں لکھ کر اس کو مسترد کر دینا – اور اس پوزیشن کا دفاع کرنے کی ایک سنجیدہ کوشش (جس کی طرف مجھے لگتا ہے کے اس بحث میں اشارہ کیا گیا ہے) کہ نفرت آمیز گفتگو کا نقصان اس سے کہیں زیادہ کم ہے کہ جو نقصان ہمیں بولنے والے پر قانون سازی کرنے سے ہو گا.

جب ہم یہ سمجھ جائیں گے کے نفرت آمیز گفتگو و تقریر سے نقصان ہو سکتا ہے، تو ہم اس کو روکنے کے لئے جو دلیل ہے اس کو سمجھنے کے لئے ایک بہتر پوزیشن میں ہونگے. جن ممالک میں ایسے قانون موجود ہیں عشر اس کا مقصد سماجی نظم و ضبط کے بنیادی اصولوں کی بالادستی ہے – اور خاص طور پر اس سماج میں رہنے والے تمام لوگوں کے انسانی وقار اور ان کے شہری درجے کو برقرار رکھنا. اور ان کمیونٹیوں میں جدھر ناانصافی کی ایک تاریخ ہو یا جدھر مذہبی یا نسلی تنوع کے جدید حالات ہوں، ادھر ہم یہ نہیں کہ سکتے یہ بنیادی وقار کا خیال رکھا جاۓ گا. مختلف اور کمزور گروہوں کو بدنام کرنے، دھمکی دینے اور ان کو سب سے الگ کرنے کی کوششیں ہمیشہ ہوتی رہیں گی، اور جس چیز کو ہم نفرت آمیز گفتگو و تقریر کہتے ہیں وہ یہ ہی کرنے کی ایک کوشش ہے. جیسا کے میں نے وقار اور بدنامی: نفرت کی مرئیت (ہارورڈ یونورسٹی میں ۲۰۰۹ کے ہومز لیکچر) میںکہاہے، نفرت آمیز گفتگو کے خلاف قانون سازی کا مقصد ایک عام اچھائ ہے کیوں کے یہ اس قسم کے حملے سے سماج کو بچا کر اس کا بنیادی وقار قائم رکھتا ہے.

نفرت آمیز گفتگو کے لئے قانون سازی کی طرف توجہ دینا ماحولیاتی قانون سازی کی طرح ہے؛ اس کا مقصد دونوں یکدم اور آہستہ کام کرنے والے ایک انتہائی مضر زہر سے ایک بہت بنیادی سے سماجی ماحول کو بچانا ہے. ہماری امید یہ ضرور ہے کہ سماجی ضابطے کی وضاحت کی کوشش کے جواب میں ہمیں سخت جوابات ملیں گے جو کہ، بلکل اسی طرح، آزاد اظہار رائۓ کا جائز استعمال ہیں. لیکن قانون سازی ضروری ہو گی کیوں کہ اس بات کی کوئی ضمانت نہیں (اور یہ سوچنا کہ اس کی کوئی ضمانت ہے میرے خیال میں اندوشواسی ہے) کہ زیادہ باتیں نفرت آمیز گفتگو کامؤثر طریقے سے مقابلہ کر سکتی ہیں.

یہ قانون سازی ہمیں بہت ایہتیات سے کرنی ہو گی. مثلا ہمیں لوگوں کے بنیادی وقار اور عزت پر حملے اور لوگوں کے عقائد پر حملے میں فرق کرنا ہو گا (پچھلا مناسب قانون سازی کے زمرے میں آتا ہے لیکن اگلا نہیں). اس کو متبادل – غیر زہریلے – رستے بھی بتانے ہونگے جس کے زریعے لوگ کسی گروہ یا سماج کے کچھ افراد کی عادات کے بارے میں اپنے تحفظات بیان کر سکیں،

ایسے طریقے جو کہ قانون کے دائرے کے اندر ہوں. نفرت آمیز گفتگو پر سب سے اچھی قانون سازی ان چیزوں کا خیال رکھتی ہے. اس کا مقصد قانون سازی کے زریعے ایسی تقاریر اور گفتگو کو روکنا ہوتا ہے جو کہ براہ راست طور پر اور جان بوچ کر اپنے اہداف کو سماج میں ایک بنیادی وقار کی زندگی گزارنے سے روکے.

یہ آرٹیکل اس کے بعد یوروزائینمیں بھی شائع ہوا تھا

اشائعت کی تاریخمارچ 20, 2012